

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 302-312
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 15-10-2026	*Accepted:* 22-11-2026	*Published:* 26-11-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

فکرِ اسلامی: اسلامک ایکٹوازم کا تعارفی مطالعہ

Islamic Thought: An Introduction to Islamic Activism

Mubashar Zahoor [1] ***Mufti Muhammad Wasi Ul Akhlaq*** [2]

Abstract

Islam is a complete code of life. It is not merely confined to beliefs and moral teachings but also provides a comprehensive civilizational and practical system. In Islam, individual salvation and collective welfare are given equal importance, and the concept of Islamic activism is founded upon these very principles. Islam is not a religion that limits a person to individual worship; rather, it mandates active participation in the welfare and betterment of society and its structural elements. Commonly, Islamic activism is understood and interpreted within a narrow militant or paramilitary context. However, as a term, Islamic activism is vast in its meaning and scope and cannot be restricted to any single perspective. The objective of this research is to clarify the lexical and technical definitions of Islamic activism, its scope, and its necessity and importance. Furthermore, it aims to delineate the various types of Islamic activism in the light of the Qur'an and Sunnah. This study addresses key questions such as: What is the scope of Islamic activism? What is the extent of its necessity and importance? And what are the different types of Islamic activism according to the Qur'an and Sunnah?

Keywords

Islamic Activism, Islamic Thought, Da'wah, Social Reform, Moral Teachings

[1]***Corresponding Author***, *Lecturer Department of Islamic Studies, Baharia College Islamabad (BCI) & M.Phil, Department of Islamic Thought and Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.* *mubashar.zahoor10@gmail.com*

[2]*Lecturer Department of Islamic Studies, Baharia College Islamabad (BCI) & M.Phil. Scholar, Department of Hadith & Its sciences, International Islamic University Islamabad.* *muftimuhammadwasiulakhlaq@gmail.com*

تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اسلام صرف عقائد اور اخلاقی تعلیمات تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جامع تمدنی اور عملی نظام بھی مہیا کرتا ہے۔ دین اسلام میں انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح کو یکساں اہمیت دی گئی ہے اور انہی بنیادوں پر اسلامک ایکٹوازم کا تصور قائم ہے، یعنی اسلام ایک ایسا دین نہیں ہے جو انسان کو محض انفرادی عبادات تک محدود رکھے، بلکہ یہ انسان کو اجتماعی طور پر معاشرہ اور معاشرے کے تشکیلی عناصر کی فلاح و بہبود میں عملی کردار ادا کرنے کا بھی مکلف بناتا ہے۔

قدیم اسلامی ایکٹوازم کی اعلیٰ مثالیں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور خلافتِ راشدہ کے نظام میں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ انہی ادوار میں اسلام اپنی پوری قوت کے ساتھ عملی طور پر نافذ ہوا اور اس نے فرد و معاشرے کی ظاہری فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ ان میں باطنی اصولوں اور اخلاقی اقدار کو بھی پروان چڑھایا۔ ابتدائی ادوار میں اسلامی قیادت نے عدل و انصاف، شورائی نظام اور دین و ریاست کے باہمی تعلق جیسے اصولوں پر مبنی سیاسی نظام قائم کیا، جس میں اقتدار اللہ کی امانت اور عوامی خدمت کا ذریعہ تھا۔ یہ نظام نری حکمرانی کی بجائے ایک اخلاقی فریضہ تھا جس کا مقصد معاشرے میں حدود اللہ کا قیام، حق کی سربلندی اور معاشرے کو احکام الٰہی کے مطابق ڈھالنا تھا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

1. Maulana Wahiduddin Khan, **Islamic Activism** (New Delhi: Goodword Books, 1999)

مولانا وحید الدین خاں صاحب نے اس کتاب میں اسلامی دعوت کے پہلو کو عسکری جدوجہد کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند قرار دیا ہے۔ اس دعوتی سرگرمی کو مولانا دعوہ ایکٹوازم سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اس میں انہوں نے اسلامک ایکٹوازم کے پہلو کا مثبت تعارف پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

2. Wiktorowicz, Quintan, ed. **Islamic Activism: A Social Movement Theory Approach.** (Bloomington, IN: Indiana University Press, 2004)

کوئنٹان وکٹوروویچ نے اس کتاب میں اسلامی تحریکات کے وجود میں آنے کے اسباب اور ان کے دنیا پر اثر انداز ہونے کے عمل کو "سوشل موومنٹ تھیوری" کے تحت بیان کیا ہے۔ مزید ان کی منظم اخلاقی، سماجی اور عسکری سرگرمیوں میں فنڈز کا استعمال، کسی ملک میں انتظامی خلاء کی صورت میں ان جماعتوں کا اس خلاء کو پر کرنا جیسے عوامل پر بحث کی گئی ہے۔

3. Carlbom, A. **Islamic Activism in a Multicultural Context: Ideological Continuity or Change?** MSB (Swedish Civil Contingencies Agency, 2018)

سویڈش سرکاری ادارے M.S.B کی یہ رپوٹ 2018ء میں شائع ہوئی۔ اس کا مقصد مسلم تحاریک خصوصاً اخوان المسلمین کی سرگرمیوں کا مغربی معاشروں پر ہونے والے اثرات جائزہ لینا تھا۔ اس تحقیق کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ کیا یہ تحریکیں مغربی ممالک میں اپنے انہی نظریات کے ساتھ کام کرتی ہیں جو انہوں نے اپنے مسلم ممالک میں اختیار کر رکھے ہیں؟ یا مغربی تہذیب کے زیر اثر ان نظریات میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے؟

تحقیقی خلاء

مذکورہ بالا تحقیقات میں اسلامک ایکٹوازم کا خاص سیاسی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ جبکہ اسلامک ایکٹوازم کی اصطلاح اپنے معنیٰ و مفہوم کے لحاظ سے بہت وسیع ہے اور اسے کسی مخصوص تناظر کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا۔ اس وجہ سے اسلامک ایکٹوازم کی وضاحت اور اس کی اقسام کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

سوالاتِ تحقیق

- اسلامک ایکٹوازم کی لغوی و اصطلاحی تعریف کیا ہے؟
- اسلامی فکر میں اسلامک ایکٹوازم کے دائرہ کار اور اس کی ضرورت و اہمیت کتنی ہے؟
- قرآن و سنت کی روشنی اسلامک ایکٹوازم کی اقسام کون کون سی ہیں؟

مقاصدِ تحقیق

- اسلامک ایکٹوازم کی لغوی و اصطلاحی تعریف پر بحث کرنا۔
- اسلامک ایکٹوازم کا دائرہ کار اور ضرورت و اہمیت واضح کرنا۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامک ایکٹوازم کی اقسام بیان کرنا۔

تحقیقی منہج

یہ ایک معیاری تحقیق ہے، اس تحقیق میں تحلیلی و استنباطی منہج تحقیق کو اختیار کرتے ہوئے اسلامک ایکٹوازم کا تعارف، اہمیت اور اس کی مختلف مختلف عملی شکلوں کو پیش کیا گیا ہے۔ اسلامک ایکٹوازم کی اصطلاح کی وضاحت کے لیے مستند انگلش و عربی لغات کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت اور اقسام کو بیان کرنے کے لیے قرآن و سنت کو ماخذ بنایا گیا ہے، تاکہ اقسام کو قرآن و سنت کے دلائل سے مستحکم کیا جاسکے۔ اس تحقیق کو ایک مقدمہ اور تین مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں پہلی فصل اس کی لغوی اصطلاحی تعریف، دوسری فصل اس کی ضرورت و اہمیت اور دائرہ کار اور تیسری فصل میں اس کی اقسام کو ذکر کیا جائے گا۔

"ایکٹوازم" کی لغوی تحقیق

ایکٹوازم (Activism) کی اصطلاح بیسویں صدی عیسوی میں ایک سیاسی اصطلاح کے طور پر رائج ہوئی۔ قدیم اسلامی لٹریچر میں اس اصطلاح اور اس کے مفہوم کا استعمال نہیں ملتا ہے، لہٰذا ایکٹوازم کو اسلامی فریم ورک میں سمجھنے اور اس کے مفہوم کی وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے لغوی و اصطلاحی پہلو کو تفصیل سے سمجھا جائے۔ ایکٹوازم، انگریزی لفظ "Active" سے ماخوذ ہے، جس کے اردو لغوی معانی ہیں: چست ہونا، سرگرم ہونا، یا حرکت کرنا۔ اردو میں اسے "فعال ہونا یا کسی مقصد کے لیے متحرک ہونا" جیسے معانی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں اس مفہوم کے لیے لفظ "نَشاط" کا استعمال ہوتا ہے، جو کہ متعدد عربی لغات اور معاجم میں، حرکت، کوشش، چستی، محنت، خلوص نیت اور کسی عمل میں پختہ ارادے سے مصروف ہونے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ابن منظور افریقی "نشاط" کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

> "نشط: النشاط: ضد الكسل يكون ذلك في الإنسان والدابة، نشط نشاطا ونشط إليه، فهو نشيط ونشطه هو وأنشطه؛ الأخيرة عن يعقوب. الليث: نشط الإنسان ينشط نشاطا، فهو نشيط طيب النفس للعمل، والنعت ناشط، وتنشط لأمر كذا. وفي حديث عبادة: بايعت رسول الله، ﷺ، على المنشط والمكره" [1]
>
> "لفظ "نشط:" نشاط: کاہلی کی ضد ہے یہ انسان اور جانور دونوں میں پائی جاسکتی ہے۔ "نشط" چست ہونا، کام کے لیے آمادہ ہونا۔ نشیط: وہ شخص کہلاتا ہے جو کام کرنے میں خوش ہو۔ "نشط نشاطاً" اور "نشط الیہ" کا مطلب ہے کسی کام کی طرف خوشی دلی سے بڑھنا۔ حدیث میں آتا ہے: حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں: "میں نے نبی کریم ﷺ سے آسانی اور تنگی (خوشی اور ناگواری) میں اطاعت پر بیعت کی۔"

تاج العروس کی تحقیق یہ ہے کہ:

"نَشِطَ، كسَمِع، نَشَاطاً، بالفَتْحِ، فَهُوَ نَاشِطٌ ونشِيطٌ: طابَتْ نَفْسُهُ لِلْعَمَلِ وغَيْرِهِ، قَالَ اللَّيْثُ كتَنَشَّطَ لأَمْر كَذا.والنَّشَاطُ: ضِدُّ الكَسَلِ، يَكُونُ ذلِكَ فِي الإِنْسَانِ والدَّابَّةِ. يُقَال: رَجُلٌ نَشِيطٌ، أَي طَيِّب النَّفْس، ودَابَّةٌ نَشِيطَةٌ" [2]

"نَشِط: بروزن سمع، نشاطا، فتح کے ساتھ، ناشط اور نشیط: نفس کا کسی عمل کے لیے مائل ہونا۔ لیث فرماتے ہیں: کسی کام کے لیے دل کا خوش ہونا۔ نشاط: یہ سستی کی ضد ہے۔ یہ لفظ انسان یا جانور دونوں پر استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: "رجل نشیط "یعنی ایسا شخص جو دل سے کام کرنے والا ہو، یا "دابۃ نشیطۃ "یعنی چست جانور۔"

صاحب المعجم الوسیط نے نشاط کا معنی و مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"نشط: من الْمَكَان نشطا خرج وَيُقَال نشط المسيل خرج عَن الجادة وَذهب يمنة ويسرة ونشطت بِهِ الهموم أزعجته وَذَهَبت بِهِ الْمَذَاهب وَالْحَبل نشطا عقده بأنشوطة وَيُقَال نشط الْعقْدَة وَالشَّيْء نشطا نَزعه وجذبه يُقَال نشط الدَّلْو وَفُلَانًا طعنه وَيُقَال نشطته حَيَّة عضته.النشاط: ممارسة صَادِقَة لعمل من الْأَعْمَال يُقَال لفُلَان نشاط زراعي أَو تجاري مثلا (مج)"[3]

"نشط: کسی جگہ سے نکل جانا۔ نہر کا پانی جب اپنے اصل راستے سے ہٹ کر اِدھر اُدھر بہنے لگے۔ "نشطت بہ الہموم" یعنی غموں نے اسے پریشان کر دیا۔ رسی کو گرہ لگانا بھی "نشط" کہلاتا ہے۔ "نشط الشیء "یعنی کسی چیز کو کھینچ کر نکالنا۔ "نشط الدلو "یعنی ڈول کو کھینچنا۔ "نشطہ الحیۃ "یعنی سانپ نے اسے کاٹا۔ نشاط: کسی کام کو جوش و خروش اور صدق دل سے سرانجام دینا۔ مثلاً کہا جاتا ہے: اس کی زراعت و تجارت تیزی سے پھل پھول رہی ہے۔"

مذکورہ بالا لغوی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظ "نشاط" صرف جسمانی حرکت کا نام نہیں بلکہ یہ لفظ اپنے مقصد کے حصول کے لیے خلوص نیت سے کی گئی عملی کوشش کو بھی شامل ہے۔ لفظ "نشاط" کے اس مفہوم کا موازنہ ایکٹوازم کے مفہوم سے کیا جائے، تو یہ ظاہر ہو گا کہ دونوں میں معنوی مماثلت پائی جاتی ہے۔ پس لغت میں ایکٹوازم سیاسی، سماجی یا دینی نصب العین کے لیے متحرک جدوجہد کو کہتے ہیں، جبکہ عربی میں "نشاط" بھی کسی نیک عمل کو بجالانے کے لیے پر خلوص کوشش اور جدوجہد کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی تعریف

ایکٹوازم ایک سیاسی اصطلاح ہے۔ جس کی اصطلاحی تعریف "سیاسی یا سماجی مقصد کے حصول کے لیے کسی جماعت کے مقاصد کے زیر اثر کوشش کرنا ہے"۔ یہ تعریف انگریزی زبان کی مایہ ناز لغات سے اخذ کی گئی ہے۔ کیمبرج ڈکشنری کے مطابق لفظ ایکٹوازم کی اصطلاحی تعریف جو بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے:

"The use of direct and noticeable action to achieve a result, usually a political or social one" [4]

کسی نتیجے کے حصول کے لیے براہِ راست اور نمایاں اقدام کرنا، جو کہ عموماً سیاسی یا سماجی مقصد کے لیے ہوتا ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

The activity of working to achieve political or social change, especially as a member of an organization with particular aims. [5]

"سیاسی یا سماجی تبدیلی کے حصول کے لیے سرگرم عمل رہنا، خاص طور پر کسی مخصوص مقصد رکھنے والی تنظیم کا رکن ہوتے ہوئے۔"

مذکورہ بالا دونوں تعریفات کے مطابق کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے کی جانے والی کوشش کو ایکٹوازم کہتے ہیں۔ تاریخی

طور پر ایکٹوازم ایک ایسی اصطلاح رہی ہے جس کو مختلف مقاصد اور نظریات کے لاحقہ کے ساتھ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ جیسے جوڈیشل ایکٹوازم، پولیٹیکل ایکٹوازم، معاشی ایکٹوازم وغیرہ۔ اس ساری بحث کو مد نظر رکھ کر ایکٹوازم کو اگر اسلام کی تعلیمات اور اس کے نظریہ کو بڑھانے کے مفہوم میں استعمال کیا جائے تو یہ اسلامک ایکٹوازم کہلائے گا۔ اس طرح اسلامک ایکٹوازم کی جو تعریف سامنے آتی ہے وہ مندرجہ ذیل بنتی ہے:

"اسلامک ایکٹوازم سے مراد، اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور ان کے عملی انطباق کے لیے مخلصانہ اور نیک نیتی پر مبنی جدوجہد کرنا اسلامک ایکٹوازم کہلاتا ہے۔"

اسلامک ایکٹوازم کا دائرہ کار

اسلامک ایکٹوازم کی اصطلاح اپنے معنیٰ و مفہوم کے لحاظ سے بہت وسیع ہے اور ابھی تک اس کو کسی خاص معنی میں محدود نہیں کیا گیا ہے۔ "اسلامی ایکٹوازم: سوشل تھیوری اینڈ اپروچ" کے مصنف نے جب اس اصطلاح کا استعمال کیا تو انہوں نے بھی اس کو محدود نہیں کیا، لکھتے ہیں:

"Islamic activism is "the mobilization of contention to support Muslim causes", Islamic activism is a "purposefully broad" definition to make it "as inclusive as possible". [6]

"اسلامی ایکٹوازم کی تعریف ہے:"مسلمانوں کے مقاصد کی حمایت کرنے کے لیے سرگرم منظم تحریک" یہ تعریف جان بوجھ کر وسیع رکھی گئی ہے تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ جامع بنایا جاسکے۔"

اسلامک ایکٹوازم کے اندر موجود اسی وسعت کی وجہ سے اس کی بہت سی جہات معرض وجود میں آئیں ہیں۔ اب دعوۃ ایکٹوازم، اسلامی معاشی ایکٹوازم اور اسلامی معاشرتی ایکٹوازم جیسی کثیر اصطلاحات بھی رائج ہیں۔ یہ وسعت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ اسلامک ایکٹوازم کا دائرۂ کار صرف سیاست یا حکومت تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کے تمام پہلوؤں جیسے دعوت و تبلیغ، اصلاح معاشرہ، سیاست، تعلیم و تربیت، فلاحی خدمت، میڈیا و ابلاغ تک پھیلا ہوا ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک اسلامک ایکٹوازم کی اصطلاح کو صرف سیاسی جدوجہد تک محدود کرنا اس جامع تصور کے ساتھ ناانصافی ہے۔

اسلامک ایکٹوازم کی ضرورت و اہمیت

اسلامک ایکٹوازم ایک جامع اصطلاح ہے، اس لیے اس کو صرف سیاسی جدوجہد یا اقامت دین کے معروف مفہوم کے تناظر میں دیکھنا علمی دیانتداری کے منافی ہوگا۔ یہ حقیقت کہ، اسلامک ایکٹوازم صرف سیاسی سرگرمیوں تک محدود نہیں، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کی مختلف جہات کی ضرورت و اہمیت کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کی جائیں۔ انسانی زندگی کے ان شعبہ جات کو اسلامی تعلیمات کے مطابق تشکیل کرنے کے لیے اگر ایک مربوط اور منظم جدوجہد کی جائے تو یہ تمام کوششیں اسلامک ایکٹوازم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ہر سچا مسلمان اس جدوجہد میں لگا رہتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک اسلام نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے رہنمائی فراہم کی ہے۔

اسلام صرف مخصوص عبادات پر عمل کر لینے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کی تعلیمات انسانی معاشرے کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی اور ان معاملات سے متعلق رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد صرف اقامتِ دین ہی نہیں رہا بلکہ اقامت دین کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ، تزکیۂ نفس، تعلیم حکمت اور معاشی و معاشرتی عدل و انصاف کا قیام بھی ان کے مشن کا حصہ رہے۔

"كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ"[7]

"لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے۔"

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِه وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"[8]

"وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔"

ان مقاصد کا حصول صرف مسلسل جدوجہد کے ذریعے ہی ممکن ہے، جس کو جدید دور کی اصطلاح میں اسلامک ایکٹوازم کہا جاتا ہے۔ اسلامک ایکٹوازم دراصل انبیاء کے مشن کو جاری وساری رکھنے کا ہی نام ہے، تاکہ اس کے ذریعے معاشرہ کی تشکیل جدید دینی بنیادوں پر کی جاسکے۔ جب ہم اسلامک ایکٹوازم کی مختلف اقسام جیسا کہ دعوہ ایکٹوازم، اسلامک سوشل ایکٹوازم اور اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم وغیرہ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان جہات کی دینی بنیادوں کو واضح کیا جائے۔ اس سے نہ صرف ان جہات کو ایک شرعی جواز حاصل ہو گا، بلکہ اسلامک ایکٹوازم کے ایک جامع تصور کی وضاحت اور اس کی ضرورت واہمیت بھی ثابت ہو جائے گی جس سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید دور کے چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکے گا۔

دعوہ ایکٹوازم

دعوہ ایکٹوازم سے مراد "اسلام کے آفاقی پیغام کو وعظ ونصیحت کے ذریعے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرنا" ہے۔ دین اسلام کی منشاء اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمام انسان اپنے مالک حقیقی کو پہچان لیں اور اس کے فضل وکرم سے دائمی جنت میں داخل ہو جائیں۔ اس منشاء کی تکمیل دعوت دین کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ دعوت دین ایک اہم فریضہ ہے۔ یہ نبوی تعلیمات کی ترویج کا سب سے مؤثر ترین راستہ ہے۔ بلکہ یہ راہ نبی کریم ﷺ کی راہ ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

"قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰه"[9]

"تم فرماؤ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔"

اس فریضہ کی انجام دہی حکمت اور اچھے رویہ سے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلام میں مبلغ کو واضح بتایا گیا ہے کہ دعوت دین میں جبر اور رعونت طریقہ نبوی کے منافی ہے۔ تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ جب بھی دعوت دین میں سختی اور ترش روی سے کام لیا گیا لوگوں کے دل مبلغین سے متنفر ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ مبلغین کا اللہ تعالیٰ کی دعوت سے متعلق راہنمائی کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعوت دین کے متعلق ہدایات ارشاد فرماتا ہے:

"اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" [10]

"اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو۔"

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعوت دین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَالِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا. وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍكَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا." [11]

"جس نے (دوسروں کو) ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے جبکہ ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہو گا۔ جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس غلطی کا

ارتکاب کرنے والوں پر ہے جبکہ ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہو گی۔"

اس حدیث پاک میں بھی یہ واضح بیان کیا گیا ہے کہ دعوت دین یعنی دوسروں کو ہدایت کی طرف بلانا اپنے اور دوسروں کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ ان آیات و احادیث کے مطالعہ سے ایک مبلغ میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ دین اسلام کے پیغام کو صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ لوگوں تک پہنچائے۔ اسی عمل کو دعوہ ایکٹوازم کہا جاتا ہے اور یہی اسلامک ایکٹوازم کی اساس ہے۔

اسلامک سوشل ایکٹوازم

سوشل ایکٹوازم سے مراد معاشرے میں فلاح و بہبود کے لیے عملی جدوجہد کرنا ہے۔ اسلام کا بنیادی مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جہاں انسانوں کے درمیان باہمی تعاون اور خیر خواہی کا جذبہ پروان چڑھ سکے۔ اسلام نے خدمتِ خلق کی حد درجہ حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ قرآن و سنت میں بار بار مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں باہمی تعاون کے جذبہ کو فروغ دیں۔ قرآن پاک میں انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جذبہ ایثار کو باہمی تعاون اور ایثار کی اعلیٰ مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو ہر مسلمان کے اندر یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی خواہشات پر دوسروں کی ضروریات کو مقدم رکھے۔ یہی جذبہ سوشل ایکٹوازم کی روح ہے۔ قرآن کریم میں انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایثار کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

"وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" [12]

"اور وہ (انصار) اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود کو شدید حاجت ہی کیوں نہ ہو۔"

خدمتِ خلق میں اخلاص سب سے اہم ہے اگر اس نیک عمل میں ذاتی شہرت اور دنیاوی مفادات در آئیں تو یہ جذبہ معاشرے کی بھلائی کی بجائے تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں خدمت خلق کے نام پر بے تہاشہ NGOs کام کر رہی ہیں مگر پس پردہ ان کا مقصد کالے دھن کو سفید کرنا ہے۔ جبکہ اسلامک سوشل ایکٹوازم کا اصل مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور معاشرے میں باہمی تعاون کو فروغ دینا ہے۔ اس جذبہ اخلاص کی آج شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَه يَتَزَكّٰى وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَه مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى" [13]

"جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ اسے پاکیزگی ملے۔ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جانا ہو۔ صرف اپنے سب سے بلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لئے۔"

اسی طرح قرآن پاک نے سوشل ایکٹوازم کو مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کا معین و مددگار قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ" [14]

"مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے رفیق (معاون و مددگار) ہیں۔"

حدیث پاک میں بھی خدمتِ خلق یعنی اسلامک سوشل ایکٹوازم کی فضیلت کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے:

"مَن كانَ في حاجَةِ أخِيهِ كانَ اللَّهُ في حاجَتِهِ" [15]

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

ان آیات و احادیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامک سوشل ایکٹوازم ایک دینی و اخلاقی فریضہ ہے، جو ہر مسلمان کو انسانیت کی خدمت خلق، معاشرتی فلاح اور خیر کے فروغ کے لیے جدوجہد کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسی طرز عمل کو اسلامک سوشل ایکٹوازم کہا جاتا ہے، جو کہ اسلامک ایکٹوازم کا اہم ستون ہے۔

اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم

اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم سے مراد "ریاستی سطح پر اسلامی اصولوں کے مد نظر رکھتے ہوئے نظام اسلام کے قیام کے لیے عملی جدوجہد کرنا" ہے۔ اسلام میں سیاست صرف اقتدار کے حصول کا ذریعہ ہی نہیں ہے، بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے معاملات میں دیانت داری اور باہمی تعاون کے ساتھ ساتھ اسلامی کے ریاستی پہلو کو بھی اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور ظلم و جور، ناانصافی اور رشوت خوری جیسی معاشرتی و سیاسی برائیوں کے سدباب میں اپنا اہم کردار ادا کریں۔ قرآن پاک میں مشاورت اور قیادت جیسے اسلامی سیاسی اصولوں کو نہایت واضح انداز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ"[16]

"اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔"

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے پیش نظر شورائی نظام کو اسلامی نظام حکومت کا بنیادی ستون قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے نظریہ اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم کے تحت موجودہ دور میں امت کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ شورائی نظام کو فروغ دینے کی جدوجہد کرے، مزید اجتماعی و ریاستی امور میں اہل تقویٰ اور اہل علم کی مشاورت سے فیصلے کروانے کی داعی تحاریک میں اپنا مثبت کردار ادا کرے۔ کیونکہ مطلق العنان آمریت اور بادشاہت ہو یا کوئی بھی سیاسی نظام جس میں حاکمیت اعلیٰ خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ کسی اور کے سپرد کر دی جائے، اس نظام کے تحت رہنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں حکمرانوں کے اندر عدل اور امانتداری کو ریاستی معاملات بجالانے کے لیے لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ"[17]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

اس آیت مبارکہ میں مسلم حکمران کو یہ واضح ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اقتدار میں آنے کے بعد دیانت داری کا مظاہرہ کریں اور اپنے فیصلوں میں عدل کا دامن ہاتھ سے نا جانے دیں۔ ان آیات میں موجود راہنمائی اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم کے لیے اخلاقی و شرعی معیار قائم کرتی ہے جس سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ایک ایسی جدوجہد ضروری ہے جس کے ذریعے اسلام کے ریاست و سیاست سے متعلقہ اصولوں کا نفاذ معاشرے میں کیا جاسکے۔

حدیث مبارکہ میں بھی قیادت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ"[18]

جب تین افراد کسی سفر میں ہوں تو ہوئے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں۔

اس حدیث مبارک سے مسلمانوں کو یہ تلقین فرمائی گئی ہے کہ وہ اپنے اجتماعی معاملات میں قیادت کا تعین ضرور کریں۔ نیز تاریخ میں حکومت و ریاست سے بڑے اجتماعی معاملہ کی نظیر ابھی تک نہیں ملتی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سفر جیسے معاملے میں تو امیر قائم کرنے کی تجویز دی جائے مگر اتنے بڑے اجتماعی معاملے کو تشنہ لب چھوڑ دیا جائے۔ تو نظریہ اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم کے تحت مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حکمران چنیں تو اس وقت اسلامی اصولوں کا لحاظ رکھیں تاکہ یہ قیادت ہر سطح پر اسلامی تعلیمات کے مطابق فیصلے کرے۔

اقرباء پروری اور سیاسی بدعنوانی کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اثر میں سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"مَن وَلِيَ مِن أمرالمُسلمين شيئًافَولى رجُلًاوهويَجِدمَن هوأصلحُ للمُسلمين مِنهُ فقدخانَ اللهَ ورسولَه"[19]

"جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی ہو اور کسی کو صرف محبت یا رشتہ داری کی بنیاد پر (ذمہ داری) دے دے، اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی۔"

اس اثر میں اقرباء پروری اور سیاسی بد عنوانی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم میں اہلیت اور دیانت داری کو بنیادی اصولوں کا درجہ دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سیاسی عہدے اور ذمہ داریاں صرف ان لوگوں کو دیں جو اس کی اہلیت رکھتے ہوں اور ذاتی لحاظ سے دیانتدار ہوں اگر ایسا نا کیا جائے تو یہ سپردگی ناراضگی خدا و رسول کا باعث بن جائے گی۔

ان آیات و احادیث کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم صرف اقتدار کی جنگ یا احتجاجی سرگرمیوں کا نام ہی نہیں، بلکہ یہ عدل و انصاف کے فروغ، شورائی نظام کے قیام، اسلامی اصولوں کی بنیاد پر سیاسی اصلاح کی ایک متحرک اور شعوری جدوجہد ہے۔ اسی نظریے پر عمل کرتے ہوئے مسلمان اپنے ریاستی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دے سکتے ہیں اور امت مسلمہ کے سیاسی بگاڑ کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

اسلامی معاشی ایکٹوازم

اسلامی معاشی ایکٹوازم سے مراد اسلامی اصولوں کے مطابق معاشی میدان میں عدل کو رائج کرنا، کسب حلال کے ذرائع کو فروغ دینا، استحصال اور سود سے پاک معاشی و اقتصادی نظام کو نہ صرف قبول کرنا بلکہ اس کو فعال طور پر موجودہ معاشرتی اور اقتصادی سودی نظام کی جگہ نافذ کرنے کی جدوجہد ہے۔ اسلام میں معیشت صرف لین دین اور کاروبار کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک سماجی ذمہ داری ہے۔ قرآن و سنت میں بار بار اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنی معاشی سرگرمیوں میں دیانت داری، عدل اور خیر خواہی کو اختیار کریں اور استحصال اور سودی معاملات سے گریز کریں۔ اسلام کا یہ تصور معیشت اسلامک معاشی ایکٹوازم کی بنیاد ہے۔ اسلامی معاشی اصولوں کی بنیاد قرآن پاک میں واضح انداز میں بیان فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"[20]

"اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔"

اس آیت مبارکہ میں قرآن پاک میں ناجائز منافع خوری، دھوکہ دہی اور دوسرے استحصالی معاشی طریقوں سے مال کمانے اور کھانے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اسلامک معاشی ایکٹوازم کا اولین تقاضا معاشی نظام کو ان باطل طرق تمویل سے شفاف کرنا ہے۔

سود کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا:

"وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا"[21]

"اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سُود۔"

یہ آیت اسلامی معاشی ایکٹوازم کے لیے فکری بنیاد فراہم کرتی ہے۔ سودی نظام کے خاتمے، اسلامی بینکاری اور متبادل جائز ذرائع کے فروغ کی علمی و عملی جدوجہد کرنا ہی اسلامی معاشی ایکٹوازم کی اصل روح ہے۔ مزید قرآن پاک میں یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ معاشی سرگرمیوں میں نہ صرف کمائی کے ذرائع حلال ہوں بلکہ حاصل کی گئی منفعت بھی طیب اور پاکیزہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا"[22]

"اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اس میں سے کھاؤ۔"

نبی کریم ﷺ چونکہ خود بھی تجارت کے پیشہ سے وابستہ رہے تو ان کو معلوم تھا کہ ایک تاجر کا معاشی نظام میں اہم کردار

ہوتا ہے۔ اگر یہ کردار استحصال اور باطل طریقوں سے تجارت شروع کر دے تو معاشرے میں فساد برپا ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ نے تجار کو سچائی کی ترغیب کے ساتھ جھوٹ سے منع فرمایا۔ سچے تاجر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"[23]

"سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

بھیک پاکستانی معاشرے کا ناسور بن چکی ہے۔ جہاں یہ ایک قبیح اور حرام عمل ہے وہیں اس سے معاشرے کا حسن بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو خود کفیل بننے کی طرف ترغیب دی، ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

"الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ"[24]

"اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔"

اس حدیث پاک میں بیان کردہ اصول ہمیں معاشی خود کفالت کی ترغیب دیتا ہے تاکہ ایک باوقار معاشرہ تشکیل پا سکے۔ اسی طرح کاروبار میں دیانت داری سے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"المُسلمُ أخو المُسلمِ ،ولايحلُ لِمُسلمٍ بَاعَ مِن أخِيه بَيعًا فِيه عيبٌ إلا بيَّنه له"[25]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی ایسی چیز بیچے جس میں عیب ہو، مگر یہ کہ وہ اس کو اس سے بیان کر دے۔"

یہ حدیث تجارتی عدل و انصاف اور صارف کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ تاجر کی دیانت داری پر بھی زور دیتی ہے، جو کہ اسلامک معاشی ایکٹوازم کا ایک اور نمایاں اصول ہے۔ ایسی کثیر آیات و احادیث موجود ہیں جن مسلمانوں کو معاشی و اقتصادی ترقی کے اصول بتائے گئے ہیں، جن کو مسلمانوں تک پہچانا اور ان کو اسلامی معاشی نظام کے لیے متحرک کرنا اہم دینی فریضہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامک معاشی ایکٹوازم صرف ایک نظریہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک علمی عملی تحریک ہے جس کا مقصد ہر مسلمان کو یہ شعور دینا ہے کہ وہ حلال کمائے اور طیب کھائے۔ وہ سود، دھوکہ اور کرپشن سے اجتناب کرے۔ تجارت، سرمایہ کاری اور مالی معاملات میں دینی احکام کی پاسداری کرے۔ اگر ان پر عمل کر لیا گیا تو یہی وہ راستہ ہو گا جو اسلامی معاشی نظام کے عملی نفاذ اور امت مسلمہ کو استحکام اور ترقی کی طرف لے جائے گا۔ مسلمانوں میں اس پیغام کو پھیلانا ہی اسلامی معاشی ایکٹوازم ہے جو کہ اسلامک ایکٹوازم کی شاخ ہے۔

نتائجِ بحث

- اسلامک ایکٹوازم ایک جدید اصطلاح ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے کسی مقصد کے لیے متحرک اور مخلصانہ جدوجہد۔ عربی میں اس کے ہم معنی لفظ "نشاط" ہے، جو چستی، خلوص نیت، اور کسی عمل میں مشغول رہنے کے مفہوم میں آتا ہے۔
- اصطلاحی طور پر ایکٹوازم ایسی نمایاں اور براہ راست جدوجہد کو کہتے ہیں جو کسی سیاسی یا سماجی مقصد کے حصول کے لیے کی جائے۔ اسلامک ایکٹوازم اس عمل کو دینی سیاق و سباق میں پیش کرتا ہے، یعنی اسلامی تعلیمات کی ترویج، ان کا عملی نفاذ اور اس کے لیے خلوص دل سے کوشش کرنا۔
- اسلامک ایکٹوازم کی اقسام میں دعوہ ایکٹوازم سب سے بنیادی ہے، جس کا مقصد حکمت اور نرمی کے ساتھ اللہ کی طرف بلانا ہے۔
- اسلامک سوشل ایکٹوازم معاشرتی خدمت، ایثار اور باہمی تعاون کے فروغ پر زور دیتا ہے۔
- اسلامک پولیٹیکل ایکٹوازم ریاستی سطح پر عدل، مشاورت، دیانت، اور اسلامی اصولوں پر مبنی قیادت کے قیام کی جدوجہد ہے۔
- اسلامی معاشی ایکٹوازم میں استحصالی نظام، سود، اور دھوکہ دہی سے پاک معاشی ڈھانچے کا قیام شامل ہے۔

- یہ ساری جہات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اسلامک ایکٹوازم محض عبادات یا اقتدار کی جدوجہد نہیں، بلکہ اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیر تطبیق کی منظم کوشش ہے، جو قرآن و سنت کی روشنی میں معاشرتی و ریاستی تشکیل نو کا ذریعہ بنتی ہے۔

References

1 Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram al-Afrīqī, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dār Ṣādir), 7:413.

2 Al-Zabīdī, Muḥammad Murtaḍā al-Ḥusaynī, *Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Maktabah al-Shāmilah), 20:139.

3 Anīs, Ibrāhīm; ʿAbd al-Ḥalīm Muntasir; ʿAṭiyyah al-Ṣawālihī; and Muḥammad Khalaf Allāh Aḥmad, *Al-Muʿjam al-Wasīṭ* (Tehran: Intishārāt Nāṣir Khusraw), 2:922.

4 *Cambridge International Dictionary of English*, 1st ed. (New York: Cambridge University Press, 1995), s.v. "Activism."

5 *Oxford English Dictionary*, 2nd ed. (Oxford: Oxford University Press, 2004), s.v. "Activism."

6 Wiktorowicz, Quintan, ed., *Islamic Activism: A Social Movement Theory Approach*, book review by Nurbanu Dursun, Al Sharq Strategic Research, August 15, 2019.

7 Al-Qurʾān, 2:213.

8 Al-Qurʾān, 62:2.

9 Al-Qurʾān, 12:108.

10 Al-Qurʾān, 16:125.

11 Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Cairo: Maṭbaʿat ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, 1955), Kitāb al-ʿIlm, Bāb Man Sanna Sunnah Ḥasanah aw Sayyiʾah, ḥadīth no. 6804.

12 Al-Qurʾān, 59:9.

13 Al-Qurʾān, 92:18–19.

14 Al-Qurʾān, 9:71.

15 Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā, *Sunan al-Tirmidhī* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1999), Kitāb al-Ḥudūd ʿan Rasūl Allāh ﷺ, Bāb Mā Jāʾa fī al-Satr ʿalā al-Muslim, ḥadīth no. 1426.

16 Al-Qurʾān, 42:38.

17 Al-Qurʾān, 4:58.

18 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 2009), Kitāb al-Jihād, Bāb fī al-Qawm Yusāfirūn Yuʾammirūn Aḥadahum, ḥadīth no. 2608.

19 Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, *Al-Siyāsah al-Sharʿiyyah fī Iṣlāḥ al-Rāʿī wa-al-Raʿiyyah* (Riyadh: Dār ʿAṭāʾāt al-ʿIlm, 2019), p. 6.

20 Al-Qurʾān, 4:29.

21 Al-Qurʾān, 2:275.

22 Al-Qurʾān, 2:168.

23 Al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, Kitāb al-Buyūʿ ʿan Rasūl Allāh, Bāb Mā Jāʾa fī al-Tujjār, ḥadīth no. 1209.

24 Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Zakāh, Bāb Bayān Anna al-Yad al-ʿUlyā Khayr min al-Yad al-Suflā, ḥadīth no. 2385.

25 Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah), Kitāb al-Tijārāt, Bāb Man Bāʿ ʿAybٍ Falyubayyinahu, ḥadīth no. 2246.